هذا كتابنا ينطق عليكم بالحق

کتاب مستطاب ہدایت نصاب مونس

ہر شاب مدلل بدلائل سنت وکتاب

المسمی بہ

کلیدِ مناظرہ معہ اضافہ

مصنفہ

سید برکت علی شاہ (گوشہ نشین)

پبلشر

منیجر کتب خانہ حسینیہ حلقہ ۵۲ موچی دروازہ لاہور

محلہ شیعان

جملہ حقوق محفوظ ہیں

۷۸۶

اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ

کتاب مستطاب ہدایت نصاب مونس
شیخ و شاب مدلل بدلائل سنت و کتاب
المسمّٰی بہ

کلیدِ مناظرہ

اضافہ معہ

مؤلفہ

مولانا مولوی سید برکت علی شاہ صاحب (گوشہ نشین)، وزیرآبادی پنجاب

مصححہ

مولانا مولوی ابوالصفا حاجی مرزا احمد علی صاحب رئیس المناظرین
الامرتسری الکربلائی

حسب فرمائش

منیجر کتبخانہ حسینیہ حلقہ نمبر ۵۲ محلہ شعیاں لاہور

۱۹۵۶ء

بار سوم

(۸)

اصحابِ نبیؐ پر میں دل و جاں سے فدا ہوں — دلدادۂ ایثار ہوں، پابند وفا ہوں
اصحاب جو تا عمر رہے دین پہ قائم — میں ایسے خوش انجاموں کی خاکِ کفِ پا ہوں

(۹)

تھا تیرا زر و مال سے معمور خزانہ — کیوں تجھ کو پسند آیا تھا زہراؑ کا ستانا
اِس تھوڑی سی پونجی پہ تری نظرِ ہوس خیز — کاش اِس پہ کرے غور موجودہ زمانہ

(۱۰)

کیا خوب بنا بعدِ نبیؐ قصرِ خلافت — محروم تھی بنیاد سے ہی جسکی عمارت
میدانِ سقیفہ میں اُتر آئے جب اصحاب — حیدرؑ کو نہ دی نعشِ پیمبرؐ نے اجازت

(۱۱)

پہلے کو فقط تُو نے خلافت پہ بٹھایا — اور امرِ حکومت میں اُسے خوب بنایا
لکھوائی پھر اپنے ہی لئے اس سے وصیت — پھر تیسرے کو موردِ الطاف بنایا

(۱۲)

کی تُو نے بہت قتلِ شہِ دیں کی تدبیر — کام آ نہ سکی تیرے مگر کوئی بھی تدبیر
پھر خانۂ زہراؑ کے جلانے کا کیا عزم — ہے کیسی حسیں تیرے خیالات کی تصویر

(۱۳)

اِک ہوتا نہ تُو، ہوتی نہ تطہیر کی تذلیل — بجھ سکتی نہ تھی آل کے اِکرام کی قندیل
ہابیل صفت قتل ہوئے سبطِ پیمبرؐ — تُو دیدۂ مومن میں ہے قابیل کی تمثیل

(۱۴)

انجامِ عمل نے تجھے صد بار رُلایا! — مُنہ تیرا ندامت کے پسینہ نے دُھلایا
تعریف سنی جاتی ہے اِس تیرے عمل کی — فرمایئے کیوں حکمِ پیمبرؐ کو بھلایا!

"سید گوشہ نشین"
(وزیرآبادی)

حکیم بن حزام سے نہ کوئی پہلے اور نہ کوئی بعد خانہ کعبہ میں پیدا ہوا۔ مگر مصعب کا یہ غلط وہم ہے۔ کیونکہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ کہ حضرت علی خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔

میزان الاعتدال جلد اول ص۳۴۳ پر ہے۔ کہ احمد بن علی سلیمانی کہتا ہے۔ کہ زبیر بن بکار وضاع الحدیث ومنکر الحدیث ہے۔ اسد الغابہ جلد سوم ص۴۵ پر ہے کہ حکیم بن حزام جس کی ولادت خانہ کعبہ میں بتلائی جاتی ہے حضرت خدیجہ اور زبیر بن عوام کا بھتیجا ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ زبیر بن بکار نے جو اس خاندان سے ہے۔ یہ حدیث وضع کی ناظرین زبیر کا باپ وہ شخص ہے جو حضرت یحییٰ بن عبداللہ بن حسن کے قتل کا باعث ہوا۔ پس زبیر کے دشمن اہلبیت ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

باتفاق مورخین اور باتفاق احادیث حضرت علی علیہ السلام کعبہ میں پیدا ہوئے پس حقیقت سے انکار تو محال تھا۔ مگر ولادت علی کو بھی آخر رنگ لانا تھا۔ علمائے اہلسنت نے لکھدیا کہ حکیم بن حزام بھی کعبہ میں پیدا ہوا تھا۔

حضرت علی آنحضرت پر تمام مسلمانوں سے کئی سال پہلے ایمان لائے۔ اور سابق الایمان کہلائے مگر یہ فضیلت ابوبکر بن قحافہ کو خواہ مخواہ اور زبردستی دے دی گئی۔

حضرت علی کی ذوالفقار نے اسلام کی حمایت میں اہل آسمان تک سے جوہر مردانگی کی داد لی۔ مگر یہ فرزانگی خالد جیسے دشمن اہلبیت کو دے دی گئی۔

حضرت علی بحالت سجدہ مسجد میں عبدالرحمٰن بن ملجم کے ناپاک ہاتھ سے شہید کر دیئے گئے۔ مگر یہی مرتبہ بلا دلیل اور بلا ثبوت عمر بن خطاب کو دے دیا گیا۔

غرض علمائے اہلسنت کے بڑوں نے تو حقوق اہلبیت کو غصب کیا۔ یہ ان کے مراتب اور فضائل کے غصب کرنے میں ماہر اور کامل ہیں۔

ناظرین جتنا چاہیں غور کریں اہلسنت کو آل محمدؐ کے احترام سے کچھ غرض نہیں۔ ابھی تھوڑے عرصے کا واقعہ ہے۔ کہ دہلی کے ایک دشمن اہلبیت اور اہلسنت مسمی مرزا حیرت دہلوی نے ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگایا۔ کہ شہادت حسینی فرضی واقعہ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اسے علم تھا کہ شہادت حسینؑ صرف خلافت یزیدیہ ہی کی تکذیب نہیں کرتی ہے۔ بلکہ خلافت ثلاثہ کو بھی صریحاً باطل کرتی ہے۔ مگر اس کی ایمان فروشی نے اس کی کچھ دستگیری نہ کی۔ اور اس کے تمام ارادے نامرادی کی خاک میں دفن ہو گئے۔

پر خوف غالب ہو۔ مگر جب موت کا وقت آئے تو اس پر بخشش کی امید غالب ہو۔ طیبی نے کہا ہے کہ زندگی میں نیک عمل کرو۔ یہاں تک کہ مرتے وقت خدا پر تمہارا نیک ظن ہو۔ اور جس شخص کے عمل موت سے پہلے برے ہوں۔ اس کا ظن خدا پر موت کے وقت برا ہوتا ہے۔

تاریخ طبری مطبوعہ مصر جلد ۵ صفحہ ۳۵ پر ہے کہ عمر نے بوقت مرگ ابو طلحہ انصاری جو شخص شراب نوشی میں عمر کا شریک تھا، کو کہا کہ تم پچاس آدمیوں کا دستہ لے کر شورٰی خلافت کے مکان پر موجود رہنا اور اگر پانچ آدمی ایک رائے پر متفق ہوں تو چھٹے کو جو مخالف رائے رکھتا ہو (حضرت علیؑ کو) قتل کر دینا۔

ازالۃ الخفا جلد دوئم صفحہ ۳۱۵ پر ہے کہ جب عمر زخمی ہوا تو پوچھا کہ یہ کون ہے جس نے مجھے زخمی کیا۔ ابن عباس نے فرمایا مغیرہ کا غلام ابو لولو ہے۔ عمر نے کہا تم اور تمہارے باپ ہی غلاموں کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ اب اگر تم کہو تو ہم تمام غلاموں کو بجرم اور بحالت مسلمانی قتل کر ڈالیں۔ ابن عباس نے فرمایا تم جھوٹ کہتے ہو۔ یہ لوگ ہماری زبان بولتے ہیں۔ ہماری نمازیں پڑھتے ہیں اور ہمارے طریق پر حج کرتے ہیں۔

قرضۂ عمر

بخاری برحاشیہ فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۳۳۳ پر ہے کہ جب عمر بن خطاب مرا تو اس کے ذمہ بیت المال کا چھیاسی ہزار درہم قرضہ تھا۔ حالانکہ اس کے ایک وارث نے اپنا باغ ایک لاکھ درہم پر فروخت کیا۔

عمر بن خطاب کی خلافت کا آغاز حقیقت میں آنحضرتؐ کی وفات کے عین بعد ہو چکا تھا۔ پس یہ شخص نیرہ چودہ سال تک دریائے معاصی میں سر تا پا غرق رہ کر تریسٹھ سال کی عمر میں قتل کر دیا گیا۔

تمام اوصیاء کو اپنے اپنے اعداء سے سابقہ پڑا ہے لیکن مولائے امیرؑ میں جس سیاہ دلی اور شوخ چشمی سے عمر نے حصہ لیا ہے۔ اس کا نمونہ صفحہ عالم پر نظر نہیں آتا۔

جناب فاطمہؑ اور حضرت علیؑ کے آلام اور شہادت۔ امام حسنؑ کی تکالیف اور شہادت۔ امام حسینؑ اور آپ کے احباب اور اقربا کے مصائب اور شہادت اور خاندان رسولؐ کی بے حرمتی اور رسوائی ان تمام جور و جفا کا سرچشمہ محض عمر بن خطاب تھا۔

اس نے متعدد احکام شرع کو اپنی رائے سے بدل دیا۔ متعہ کو منسوخ کیا۔ صبح کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم بڑھا دیا۔ معاویہ کے دل میں عداوت اہلبیت کا بیج بو دیا۔ بیت المال میں سے اپنے احباب کو گرانقدر عطیہ جات دیتا رہا۔ وغیرہ۔

کند ذہن یہاں تک تھا کہ بارہ سال کے طویل عرصہ میں سورہ بقرہ کو بھی حفظ نہ کر سکا۔ کوئی

شرعی مسئلہ پوچھا جاتا۔ تو منہ دیکھتا رہ جاتا۔ مزاج کا اکھڑ اور طبیعت کا درشت تھا انصاف سے کوسوں دور تھا۔ غلبۂ اسلام سے مرعوب ہو کر مسلمان ہوا۔ اور آنحضرتؐ کی وفات پر اپنے آبائی مذہب کی طرف لوٹ گیا۔ خاندانی امارت اور ریاست کا یہ حال تھا کہ باپ۔ جیجا قریباً برہنہ بدن [illegible] تھے شجاعت کا یہ حال تھا کہ احد کے دن جنگ سے فرار کر گئے اور آنحضرتؐ کو نرغۂ کفار میں گھرا ہوا چھوڑ کر پہاڑیوں پر بکریوں کی طرح اچکتا پھرتا تھا۔ عزم اور استقلال یہاں تک تھا کہ نہ تو اس کے اور نہ ہی ابوبکر اور عثمان کے بدن پر کبھی بھی اور کسی بھی جنگ میں خراش تک آئی تھی۔ زخمی اور گھائل ہونا بجائے خود رہا۔

عمر بن خطاب آنحضرتؐ کی نبوت میں شک رکھتا تھا اس کا گستاخانہ رویہ ملاحظہ کیجئے کہ حضورؐ نے اس کے حق میں بوقت وصال "قوموا عنی" فرمایا۔ بہ الفاظ دیگر یہ شخص راندۂ دربار رسولؐ تھا۔ دختر زہراؑ کا غریبخانہ اور مسکن گھر سے بیتاب کرنے کا دلدادہ تھا۔ اس کی موت حسرت اور ناکامی کا بھیانک مرقع ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ ابوبکر۔ عثمان۔ عائشہ۔ حفصہ۔ حسن بصری۔ ابوہریرہ۔ خالد۔ معاویہ۔ عمرو عاص۔ مروان۔ عبدالرحمٰن بن عوف۔ عبدالرحمٰن بن ملجم۔ یزید۔ شمر۔ عمر ابن زیاد۔ حرملہ۔ مامون الرشید ہارون رشید۔ ابوحنیفہ۔ عبدالوہاب نجدی۔ بخاری۔ شیخ عبدالقادر جیلانی۔ اور مرزا حیرت اور مرزا غلام احمد قادیانی یہ تمام اعدائے اہلبیت عمر بن خطاب کے خوشہ چین ہیں۔ اور یہ ان لوگوں کی اجمالی فہرست ہے جن کی یاد ہمارے دماغوں میں ہمیشہ موجود رہتی ہے۔

حالات حضرت عثمان صاحب

عثمان بن عفان خاندان قریش میں سے امیہ تھا۔ یہ بارہ برس بادشاہ رہا۔ آنحضرتؐ کی نام نہاد دو سوتیلی لڑکیاں رقیہ اور ام کلثوم جو خدیجہ کے ساتھ بوقت نکاح آنحضرتؐ کے گھر آئیں عثمان کے نکاح میں یکے بعد دیگرے آگئیں۔ یہ دونوں لڑکیاں خدیجہ کی بیٹیاں نہ تھیں۔ بلکہ خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں تھیں اور پہلے ان کا نکاح ابولہب کے بیٹوں عتبہ اور عتیق سے ہوا تھا۔ مگر بعد ازاں یہ دونوں لڑکیاں عثمان کے نکاح میں آگئیں۔ یہ شخص تدبر اور سیاست سے بے بہرہ تھا۔ خوش پوشی تن آسانی اور نفس پرستی کا شیدا تھا۔ تحمل اور خلق سے کوسوں دور اور اقربا نوازی کے نہایت نزدیک تھا۔ ۳۹ سال کی عمر میں حلقۂ اسلام میں آیا۔ اور ۸۲ سال کی عمر میں اصحاب رسولؐ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

لیجیے۔ عمر نے اس کا قصد کیا اور حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا۔ حضرت نے فرمایا۔ آنحضرتؐ پر قرآن نازل کیا گیا جس میں مال کی چار اقسام ہیں۔ ایک مال مسلمین جسکو خدا نے ورثہ میں مطابق فرائض تقسیم کیا دوسرا مال فئے ہے جس کو اس کے مستحقوں پر تقسیم کیا۔ تیسرا خمس جس کے خاص مصرف مقرر ہیں۔ چوتھے صدقات جنکے احکام خدا نے مقرر کیے ہوئے ہیں۔ خانہ کعبہ کے زیورات اس وقت بھی موجود تھے جب آنحضرتؐ موجود تھے۔ آنحضرتؐ نے ان زیورات کو اپنے حال پر چھوڑ دیا۔ یہ چھوڑ دینا نہ ازراہ نسیان تھا۔ اور نہ ازراہ نادانی۔ لہذا خدا اور رسول نے جس طرح انکو رہنے دیا۔ اسیطرح تو بھی رہنے دے۔ عمر نے کہا۔ اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ذلیل ہوتے۔ پس اس ارادہ سے باز رہا۔

پھر دوسری دفعہ عمر نے اس خزانہ عظیم کو حاصل کرنا چاہا۔ عرف الوردی فی اخبار المہدی حافظ جلال الدین سیوطی صفحہ ۵۳ پر ہے کہ نعیم بن حماد نے روایت کی ہے کہ ایک دن عمر داخل خانہ کعبہ ہوا اور کہا۔ ہم نہیں جانتے کہ خزانہ خانہ کعبہ کو جس میں سلاح و مال ہے یونہی رہنے دیں یا خدا کی راہ میں تقسیم کر دیں۔ اس پر جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ تم اس کے صاحب نہیں ہو۔ اس کا صاحب ہم اہلبیت میں سے وہ جوان ہے جو آخر الزمان میں ہوگا اور وہی اس کی تقسیم خدا کے راہ میں کریگا۔

تزک تیموریہ میں ہے کہ امیر تیمور کے عہد سلطنت میں ماوراء النہر کے تمام علمائے اہلسنت نے امیر تیمور کے پاس ایک محضرنامہ بھیجا کہ چونکہ علی قتل عثمان میں شریک تھا۔ اس لیے سرکاری حکم نافذ فرمایا جائے کہ ہر مسلمان علی کو اپنا دشمن جانے لیکن امیر تیمور نے منظور نہ کیا۔ امام احمد حنبل لکھتا ہے کہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ علیؑ سے بغض رکھے۔ امام غزالی لکھتا ہے کہ تسنن (اہلسنت کا عقیدہ) اور محبت علیؑ کا ایک دل میں جمع ہونا ناممکن ہے۔ سنی شاعر علی بن جہم ہمیشہ حضرت علی علیہ السلام کو شعروں میں برا بھلا کہا کرتا تھا۔ شاعر مذکور کے حق میں علامہ ابن خلکان کہتا ہے کہ علیؑ کو برا بھلا کہنا تب جرم ہو سکتا ہے جبکہ جمہور اہلسنت اس بات کو صحیح خیال کریں اور چونکہ ہر ایک اہلسنت علیؑ کو اپنا دشمن جانتا ہے۔ خواہ کوئی شخص ظاہرہ اس امر کا اظہار کر دیتا ہے خواہ کوئی دل میں پوشیدہ رکھتا ہے۔ اسلیے شاعر علی بن جہم کو علی ابن ابی طالب کی دشنام دہی میں معذور جاننا چاہیے۔

حالانکہ ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۱۵۲ پر ہے کہ جو شخص حضرت علی علیہ السلام کو اپنے طور پر نہ پہچانے وہ زانیہ کا بیٹا ہے یا حیض کی پیدائش ہے یا منافق ہے۔ ناظرین! مقام حیرت تو یہ ہے کہ ایک طرف وہ پاک نور ہے جسکی عظمت و تقدس میں ہزارہا احادیث شاہد ہیں۔ تخلیق موجودات سے پیشتر خدائے قدوس کی تسبیح و تہلیل میں مشغول ہو۔ ملائکہ کا استاد ہو۔ انبیاء کا دستگیر ہو۔ ماں کے پیٹ میں سورۂ قد افلح [illegible] ہو کر

آنحضرتؐ کی تعظیم کرے۔ کعبہ کی دیوار اس کی ولادت باسعادت کے استقبال میں اپنے بازو کشادہ کر دے اس کا پہلا منظر رسول اللہؐ کا چہرہ اور پہلا مقام رسول اللہؐ کی گود اور پہلی خوراک رسول اللہؐ کا لعاب دہن ہو۔ اپنی پیدائش کے وقت کتب آسمانی کو زبر پڑھے تیس سال کی عمر میں پیل تن اور شجاع جوانان عرب کے مجمع کثیر میں بالاعلان مدعی ہو کہ تمہاری سرکش گردنیں میرے قدم شجاعت کے نیچے پامال کی جائیں گی۔ ہر ایک جہاد میں کرار غیر فرار ہو۔ آنحضرتؐ کا حقیقی معنوں میں فدائی ہو۔ سرچشمہ معجزات اور منبع خوارق عادات ہو۔ علوم ارضی و سماوی میں یگانہ ہو۔ گھوڑے کی ایک رکاب میں پاؤں رکھتے ہوئے قرآن شروع کرے اور دوسری رکاب میں پاؤں رکھنے تک کے قلیل عرصہ میں تمام قرآن ختم کر دے۔ حضرت فاطمۃ الزہرہ کا خاوند اور حسنین کا باپ ہو۔ خداوند عالم اور رسول اللہؐ اور ملائکہ کو اس کی ذات والا صفات پر فخر ہو۔ لیکن دوسری طرف وہ افراد ہیں جو پچاس پچاس سال تک شرک سے ملوث اور تمام عمر قباحات سے مملو اور جہالت کے مخزن ہوں۔ رسول اللہؐ اور اس کی واجب الاطاعت آل پاک کو ہر ممکن طریقہ سے ایذا دیں۔ احکام شریعت کو پس پشت ڈال دیں اور تادم مرگ گناہان کبیرہ کے مرتکب رہیں۔ لیکن نادان ہستیاں نور کو چھوڑ کر ظلمت میں پھنستی ہیں۔

قاتلین معصومین علیہم السلام

حوالہ جات لکھ چکا ہوں کہ جناب فاطمہؑ کی شہادت کا باعث سقط محسنؑ ہوا جس کا باعث عمر اور ابوبکر تھے۔ بعض روایت سے پایا جاتا ہے کہ رسول اللہؐ کو عائشہ اور حفصہ نے زہر دیکر شہید کیا۔ معاویہ نے حضرت علی علیہ السلام اور امام حسن علیہ السلام کو اور یزید نے امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا۔

تاریخ اسلام ص۳۰ پر ہے کہ ولید بن عبدالملک سنی خلیفہ نے امام زین العابدین علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا۔ تاریخ اسلام ص اور تاریخ ابن خلدون کتاب ثانی جلد ششم ص پر ہے کہ اسی ولید نے حضرت یحییٰ ابن زید بن امام زین العابدینؑ کو قتل کر کے سولی پر لٹکایا جہاں نعش مبارک ست تک لٹکی رہی

تاریخ اسلام ص۳ پر ہے کہ ہشام بن عبدالملک مروانی سنی نے امام محمد باقر علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا۔ ص۳ پر ہے کہ منصور عباسی سنی نے امام جعفر الصادق علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا۔

ابوالفدا جلد اول ص پر ہے کہ ہارون رشید عباسی سنی نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا۔ تاریخ اسلام ص تاریخ کامل ابن اثیر جلد ششم ص۱۱۶ مروج الذہب مسعودی جلد ۹ ص۳۳ حبیب السیر جزو اول ص پر ہے کہ مامون رشید عباسی سنی نے امام موسیٰ رضا علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا۔

کے فرائض کی ادائیگی میں پورا نہیں اترے گا۔ وہ رسالت کا منکر تصور ہوگا۔ کیا مودت، محبت
غمگساری اور ہمدردی یہی ہے کہ امام حسینؑ کا نام جھوٹی سچی قسم کھانے کو زبان پہ لے آیا کریں۔
یاد رکھیں یہ تمام زبانی اور رواجی محبتیں محشر کے روز باد ہوا ثابت ہونگی۔ مودت یہ ہے کہ امام حسینؑ
کی خوشی میں اظہار خوشی اور رنج میں اظہار رنج کیا جائے۔ واقعہ کربلا کی علت غائی پر غور کیا جائے
سید الشہداء کے ان اقوال و افعال پہ گہری نگاہ ڈالی جائے۔ جو آپ سے اس واقعہ
وحشت انگیز کے دوران میں وقوع پذیر ہوئے۔ اور دین خدا کی حفاظت کی غرض سے خاندان
رسولؐ کی حیرت انگیز تکالیف کا نقشہ آنکھوں میں لایا جائے۔ جب ان تمام امور پر غور کیا جائیگا۔
تو مودت کے یہ معنی ظاہر ہونگے۔ کہ ثلاثہ کو بدترین مخلوق سمجھا جائے۔ اور عزاداری محرم میں
پورا اہتمام کیا جائے۔

اگر مراسم محرم کو ہر سال علی الاعلان ادا نہ کیا جائے تو سنی لوگ بالعموم اور وہابی اور مرزائی بالخصوص
بہت تھوڑے عرصہ میں مرزا حیرت دہلوی کی طرح قرآن اٹھا اٹھا کر کہنے لگینگے کہ یہ واقعہ شہادت
فرضی کہانی ہے۔ کیونکہ یہ کیسے ممکن تھا کہ وہی لوگ جو آنحضرتؐ کے بعد محافظ شریعت تھے۔ آنحضرتؐ
کے بعد جگر بند کو اس قدر بیدردی سے تہ تیغ کر دیتے اور آپ کے حرم کو اسیر کر کے یہاں شہر بہ شہر
تشہیر کرتے۔

کبھی ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ چونکہ امام حسینؑ رتبہ شہادت پہ فائز ہوئے اور شہید بحکم خدا زندہ ہیں
اس لئے امام حسینؑ کے غم میں رونا پیٹنا فعل عبث ہے۔ نادان معترض یہ نہیں سمجھتے کہ ہمارا گریہ
وبکا کرنا تو ان مصائب کی وجہ سے ہے جو آپ نے احقاق حق اور ابطال باطل کی راہ میں برداشت
فرمائیں۔ اس امر میں تو ہمارا ایمان ہے کہ امام حسینؑ بفضل خدا زندہ اور ہر جگہ موجود ہیں۔ صرف
یہی نہیں ہے بلکہ چہاردہ معصوم علیہم الصلوٰۃ والسلام بفضل خدا زندہ اور موجود ہیں۔ اور خلق خدا
کے مشکل کشا ہیں۔

جب یہ بات صحیح ہے کہ چہاردہ معصوم زندہ اور موجود ہیں۔ تو پھر ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ آپ اپنی
مودت میں کس فریق کو کمربستہ دیکھ رہے ہیں۔ آیا ان لوگوں کو جو آپ کے دوست، آپ کے دوستوں
کے دوست، آپ کے دشمنوں کے دشمن، آپ کے رنج و الم میں شریک اور آپ کے احکام پر سر تسلیم
خم کرنے والے ہیں یا ان لوگوں کو جو آپ کے فرضی دوست، آپ کے دوستوں کے جیتے جی بدخواہ
آپ کے دشمنوں کے دوست، آپ کے مصائب کا مضحکہ اڑانے والے اور آپ کے احکام کو مجسم خطا

کہنے والے ہیں عقلِ سلیم کا فتویٰ تو یہی ہے کہ یہ پچھلی جماعت وہی لوگ ہیں جنہوں نے کربلا، کوفہ اور شام میں خاندانِ رسولؐ پر کوہِ ستم گرایا۔ اور پہلی جماعت وہ پاک نفوس ہیں جن کو دیکھ دیکھ کر امام حسینؑ کا دل جوشِ مسرت سے بلیوں اچھلتا ہوگا۔ اور آپ ان کی شفاعت کے کفیل ہونگے۔ خصوصاً امام حسینؑ کی والدہ بزرگوار مساعی بالا دو جماعتوں میں سے کس جماعت کو نگاہِ پسندیدگی سے دیکھے گی۔ اس سوال کا جواب ہر منصف مزاج شخص خود دے سکتا ہے۔

امام زین العابدین علیہ السلام واقعہ شہادت کے بعد چالیس سال زندہ رہے اور چالیس سال ہی روتے رہے۔ جناب فاطمۃ الزہراؑ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد چھ مہینے زندہ رہیں اور چھ مہینے ہی گریہ فرماتی رہیں۔ ہم محبانِ اہلبیت قیامت تک روتے رہیں گے یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ حضرات ثلاثہ کے جیسا سوز مظالم ہر لحظہ طشت از بام ہو کر فرضی مسلمانوں پر اتمام حجت ہوتا رہے۔

خدا یہ ایک تعصب اور جہالت کا بعض لوگ یہ کہہ کر یزید کو ایمان سے متصف کرتے ہیں کہ اول تو یزید نے قتل امام کا حکم صادر ہی نہیں کیا تھا۔ یہ سب کارروائی اور ظلم عمر ابن سعد کا ہے جو با اختیار حاکم تھا۔ دوم یہ کہ جب یزید کو شہادتِ امام کی خبر موصول ہوئی۔ تو اس نے اظہار تاسف کیا۔ سوم یہ کہ اس جنگ کی بنا محض ایک عورت کا جھگڑا تھا۔ جو یزید اور امام حسینؑ کے درمیان رونما ہوا۔ چہارم یہ کہ امام زین العابدینؑ نے یزید کو نمازِ مغفرت سکھائی جس کی وجہ سے یزید کی توبہ قبول ہو گئی۔

اگر ان چہار دلائل پر غور کی جائے تو بالبداہت معلوم ہوتا ہے کہ طرفداران یزید بالفاظ دیگر خلیفہ داران حضرت ثلاثہ یزید کی حمایت میں بے سود ہاتھ پاؤں مارتے ہیں اور ان کی یہ مذبوحی حرکت انہیں دائرہ ایمان سے حضرات ثلاثہ کی طرح خارج کر دینے کے لئے کیمیا کا کام دے رہی ہے۔ بھلا اس بات کو کون ذی شعور تسلیم کرنے پر آمادہ ہو سکتا ہے کہ کوئی حاکم اس قدر بزرگ اور مقتدر ہستی کو اپنے بادشاہ کے مشورے کے بغیر قتل کر دے اور پھر اسکے مشورے کے بغیر مقتول کے پسماندگان کو بطور قیدی تشہیر کو بھیجے۔ اس بات پر کون ذی خرد کان دھر سکتا ہے کہ یزید جیسا فاجر شرابخوار سنگدل بے حیا۔ اور بے ایمان شخص اپنی حرکت سے نادم ہو یہ بات تو عقلاً درست نہیں ہو سکتی۔ جو جھگڑا یزید اور امام حسینؑ کے درمیان ایک عورت کے متعلق ہوا تھا اس کا مفصل جواب پیشتر ازیں ہو چکا ہے باقی رہا امام زین العابدینؑ کا یزید کو نماز مغفرت تعلیم کرنا۔ اس سے بڑھ کر بے معنی بات دنیا میں اور کوئی نہیں ہو سکتی سچ تو یہ ہے کہ ایسی بے ہودہ باتیں گھڑنے والے اور پھر ان پر یقین کرنے والے لوگ مرتبہ امام کی معرفت سے نابلد ہیں ورنہ ایسی تحریر و تشہیر مغلظات کبھی بھی معرض وجود میں نہ آسکیں۔

اگر نبی محمدی تو یہ اس قدر سہل ہو جیسے کہ سنی لوگ بتاتے ہیں۔ تو پھر شریعت کا خدا ہی حافظ ہے چلو میں ایک منٹ کے لیے سنی لوگوں کو خوش کرنے کی غرض سے یزید کو مومن اور امیر المومنین مان لیتا ہوں۔ اس بات کو تسلیم کرنے سے یہ ضروری نتیجہ پیدا ہوگا۔ کہ تمام مسلمان یزید کے مطیع فرمان ہیں بلکہ سنی لوگوں کو ان تمام امور پر عمل پیرا ہونا چاہیے جن پر یزید کاربند تھا۔ وہ شراب پیتا تھا زانی اور قمار باز تھا سوتیلی ماں سے نکاح جائز سمجھتا تھا وغیرہ۔

زیادہ ضرورت کی بات یہ ہے کہ یزید جیسا بدمعاش اور حرامی شخص لوگوں سے بیعت مندرجہ ذیل الفاظ میں لیتا تھا۔ ان الفاظ کو شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی رسالہ تکمیل الایمان میں لکھا ہے الفاظ بیعت یہ تھے۔

"یزید چاہے ہم کو مثل غلاموں کے سربازار فروخت کرے۔ یا آزاد کرے۔ خدا کی عبادت کا حکم دے یا اس سے روک دے"۔

ایسا امیر المومنین سنی لوگوں کو مبارک ہو۔ ہم لوگ تو اس پر ہزار بار لعنت کرتے ہیں۔

ہمیں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے بمقام حدیبیہ کفار قریش سے مصالحت کر لی تھی اور حضرت علیؑ اور امام حسنؑ نے معاویہ سے صلح کر لی تھی۔ تو اس صورت میں امام حسینؑ پر بھی یزید سے صلح کر لینی واجب تھی اس صلح سے ایک فائدہ یہ بھی ہوتا کہ آپ مع اقربا و احباب زندہ رہتے اور خاندان اہلبیت بھی اسیر نہ ہوتا۔

اس اعتراض کے لغو اور بیہودہ ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ اگر آنحضرتؐ نے کفار قریش سے صلح کی تھی۔ تو انہدام ارکان شریعت کا کچھ خوف نہ تھا۔ اگر حضرت علیؑ اور امام حسنؑ نے مجبوراً اور بحالت مجبوری معاویہ سے صلح کی تھی۔ تو شریعت جوں کی توں محفوظ تھی۔ لیکن یزید کی خلافت وہ بیہودہ امر تھی جس سے نخل اسلام جڑ سے اکھڑ جانا مد نظر تھا۔ علاوہ ازیں امام حسینؑ کو یہ ثابت کرنا مقصود تھا۔ کہ حضرات ثلاثہ کی خلافتیں باطل تھیں۔ دوازدہ امام علیہم السلام میں سے کسی ایک نے بھی اپنے خلیفہ وقت کی بیعت نہیں کی۔ ذرکا نام کے آگے سر جھکانا کیسے ہو سکتا ہے پھر تو بھی ایسا کہ سوائے آنحضرتؐ کے جملہ انبیائے افضل ہو خداوند عالم قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ ہم تمہارا ان پانچ چیزوں میں سے کسی ایک چیز یعنی خوف بھوک۔ نقصان مال۔ نقصان جان یا نقصان اولاد میں امتحان لیں گے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ صفحہ گیتی پر وہ کون ایسا بہادر انسان ہے جس کو ایک ہی وقت میں پانچوں چیزوں یعنی خوف بھوک نقصان مال۔ نقصان جان اور نقصان ثمرات سے آزمایا گیا۔ تحقیق ہو

تدقیق بلند آہنگی سے اور برملا کہے گی کہ وہ پاک متنفس صرف سید الشہدا ہے دوسرا کوئی شخص نہیں ہو سکتا پس امام حسینؑ کی ذات والا صفات کو جملہ انبیا پر بحکم قرآن فوقیت حاصل ہے۔

امام حسین علیہ السلام کا نویں محرم کی شام کو اپنے ہمراہیوں سے ارشاد فرمانا کہ تم میں سے جو کوئی واپس جانا چاہتا ہے چلا جائے میری طرف سے اجازت ہے۔ اس امر کا بین ثبوت ہے کہ آپ کو اپنی شہادت پر پورا وثوق تھا جس کے یہ معنی ہیں کہ آپ توحید اور رسالت پر کامل یقین رکھتے تھے معما میں حصار شدہ آدمی بالعموم یار و مددگار کا متلاشی ہوتا ہے لیکن سید الشہدا کی شان اس سے بہت ارفع تھی۔ سچ تو یہ ہے کہ شجاعان عالم آپ کے سامنے ذرہ بے مقدار ہیں۔

پس ہم لوگ ایسے مقرب خدا۔ ایسے بہادر۔ ایسے طیب و طاہر۔ ایسے موحد۔ ایسے محسن اسلام ایسے حافظ شریعت۔ ایسے غیور۔ ایسے خوددار۔ ایسے صاحب جلال۔ ایسے صاحب جمال۔ ایسے شفیع۔ ایسے مختار۔ ایسے سخی۔ ایسے قدر دان۔ ایسے ذی اقتدار۔ اور ایسے کامل انسان کے آستانہ عالیہ کے کمترین غلام ہیں۔ اور یہ غلامی ہمیں دنیا کی شہنشاہی سے بدرجہا بہتر ہے۔

اس بیان کو ختم کرنے سے پیشتر اتنا عرض کرنا باقی ہے کہ یہ اعدائے اہلبیتؑ ہم لوگوں کو گریہ و بکا ہی سے منع نہیں کرتے۔ بلکہ دنگا اور فساد کرنے پر بھی تیار ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ اگر ہم روتے ہیں تو اپنی آنکھوں سے سینہ کوبی کرتے ہیں تو اپنے سینوں کی۔ رقم کثیر خرچ کرتے ہیں۔ تو اپنی جیبوں سے۔ ہمارے گریہ و بکا سے ان لوگوں کو کیا تکلیف اور کیا ضرر پہنچتا ہے۔ ہاں اس کی وجہ یہ ہے کہ عزاداری ان مظالم کا پردہ فاش کر دیتی ہے جو ان کے آبا و اجداد نے ہمارے آبا و اجداد پر صدہا سال جائز رکھے۔

اگر اہلبیتؑ رسول پر غیر مسلم مظالم ڈھاتے تو اتنی حیرت انگیز بات نہ تھی۔ لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ سفاک اور ظالم لوگ اصحاب رسول ہونے کے مدعی اور خلافت اور نیابت کے دعویدار ہیں۔ تو حد درجہ تعجب ہوتا ہے۔ یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جس طرح وکلا اور بیرسٹروں کو قانون شکنی کی نسبت زیادہ سزا دی جاتی ہے کیونکہ وہ قانون کو بخوبی سمجھتے ہیں۔ اسی طرح حضرات ثلاثہ کو سخت ترین سزا دی جائیگی۔ کیونکہ ان کے کانوں نے سنا تھا اور آنکھوں نے دیکھا تھا۔ کہ آنحضرتؐ کو اپنے اہلبیتؑ سے کس حد تک محبت اور عشق تھا۔